پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہ اعتقاد رکھیں کہ ہم مذہبی پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنی منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں۔ ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اس کے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے پکے باغی اور دغاباز فطرت کے نافرمان ٹھہریں گے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہ تک کیوں نہیں پہنچتی۔ اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پھونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے۔ کہ یہ کیسے منافقانہ طریق پر چل رہا ہے۔ اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے۔ وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افترا سے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔ جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھ کو باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں۔ وہی ذلت اس کو پیش آوے۔ اور مجھے ہرگز مدعا نہیں ہے کہ بجز جزاء سیئۃ بمثلہا کے کسی اور ذلت میں یہ مبتلا ہو۔ بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے لئے اس نے ذلت کے سامان کئے ہیں۔ اگر میں ان تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بہت حلیم ہے حتی المقدور بہت چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کر کے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پھیلنے نہ پاوے۔

حفظ اس کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہ شخص جو ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اس کے کیا اعتقاد ہیں؟ اور یہ کیا جو کچھ یہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہو ان کے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لئے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنۃ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہئے۔ وہ بلا توقف ظہور میں آوے تا اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔

۲۸؍ دسمبر ۱۸۹۸ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد

از قادیان

نوٹ: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت یہ جھوٹا الزام بھی دوبارہ لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے میں قتل کرنے کے لائق ہوں مگر یہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھ کو مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیونکر بتلاتا؟ اس سے تو میرا برا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

دلچسپ چٹھیاں

(نمبر ۹)

ایک شیعہ سے خط و کتابت

سوال اول

معنی اہلسنت والجماعت کیا ہیں۔ یہ کب سے اختراع ہوا؟ جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اہل سنت والجماعت تھے۔ یا آنحضرت صلعم سے اس کی تصدیق پر کچھ وارد ہوا ہے؟

جواب

اہلسنت والجماعت کا کلمہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جنہیں پہلے اہل کا لفظ ہے۔ یہ لفظ اہلبیت میں بھی موجود ہے۔ پس ضرور ہے کہ ایک شیعہ انسان اس لفظ کو خوب جانتا ہوگا جو کہ اس کے معنے ہیں صاحب۔ اور والا۔ اہلبیت کے معنے گھر والا۔ صاحب خانہ۔ پس اہل کے معنے معلوم ہوئے کہ صاحب اور والا کے ہیں۔ دوسرا السنۃ کا لفظ ہے۔ السنۃ السیرۃ والطبیعۃ ومن اللہ حکمہ وامرہ ونہیہ۔ (قاموس اللغۃ)

کلینی کے اصول صفحہ ۳۳ و صفحہ ۳۴۔

علی عن محمد بن عیسیٰ عن یونس عن حماد عن ابی عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام قال سمعتہ یقول مامن شیء الا وفیہ کتاب او سنۃ۔ (ص ۱۱)

عن سماعۃ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال قلت اکل شیء فی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ آگے اسی کلینی صفحہ ۴۴ میں ہے عن امیر المؤمنین علی علیہ السلام۔ السنۃ سنتان سنۃ فی فریضۃ الاخذ بہا ہدی وسنۃ فی غیر فریضۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا الی غیر خطیئۃ

تیسرا لفظ السنۃ میں ال ہے جو عہد کا ہے۔ جس کے باعث السنۃ کے معنی سنت اللہ بلکہ سنت النبی کے ہوئے۔ چوتھا لفظ واؤ ہے (اہل السنۃ والجماعۃ) اس کے معنے ہیں اور۔ پانچواں لفظ الجماعۃ ہے۔ جماعت کے معنے گروہ اور اکٹھے لوگوں کے ہیں۔ یہ لفظ جامع کا قرآن کی اس آیت میں سے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ خطبہ نمبر ۳

خدا تعالیٰ کی مصلحت اور گورنمنٹ سے تمیز گورنمنٹ نہیں
اس سے مجھکو نہیں چھپا۔ اسکو نہیں چھپا۔ کسی بیٹے ہونے
شیخ الکل یا خانہ ساز پیر طریقت کو برگزیدہ نہیں کیا گیا؟ کیونکہ
وہ اس قابل نہ تھے۔ یوسف کیوں عزیز بنتا ہے؟ باپ
کا لاڈلا اور چہیتا اور بھائیوں میں سے ممتاز کیوں ہوتا ہے؟
اسکی ظاہری خوبیوں اور شمائل کے علاوہ وہ نہاں در نہاں
علم تاویل الاحادیث اور وہ شوکت ہے جو حضرت یعقوب
کو نظر آتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہونے والا ہے اور یہ سب
اسکے آگے ہاتھ جوڑنے والے ہیں۔ اب یہی لوگ اپنے
درمیان کے راستباز کے پسندیدہ شمائل اور فضائل کا
اعتراف کرتے اور پاک کاموں کو دیکھتے ہیں مگر گہری اور
دوربین نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ افسوس یہ لوگ انسانوں
کی شکلیں تو ہیں مگر اندر ممسوخ ہیں۔ چاہیے تھا کہ اپنے
بھائی پر نیک گمان کرتے اور اسکے ایثار پر حسد نہ کرتے
خدا تعالیٰ نے عائشہ صدیقہ پر تہمت باندھنے والوں کو
تہدید و توبیخ کے پیرایہ میں یہی فرمایا کہ کیوں سنتے ہی تم
نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نسبت نیک گمان نہ کیا
اور خود بخود فیصلہ کر نہ لیا الخبیثات للخبیثین یعنی ناپاک
الزام کے مورد ناپاک زندگی بسر کرنے والے لوگ ہوا کرتے
ہیں پاکوں کے حق میں پاک باتیں کہنی مناسب ہیں۔
اللہ! اللہ! ایسے شخص کو آخر کار کذاب دجال اور مفتری
کہا جس سے پہلے مان چکے تھے کہ وہ اسلام کی خدمتیں
بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص ہے جو
براہین میں دعویٰ کر چکا ہے "قد لبثت" الخ
کیا ظلم عظیم ہے۔ الغرض دعوے کے ماننے کیلئے؟
یوں کہو اسکے مجوزین کو قبول کرنے کے لئے قرینہ قویہ
موجود ہے۔ ہم دعوے سے چیلنج کرکے کہتے ہیں کہ کیا یہ
نادان مخالف ہمارے سید و آقا امام کا کوئی جرم بتا
نہیں سکتے اور کبھی گواہی نہیں دے سکتے کہ اس نے
کسی زمیندار کی زمین کو ضبط کیا ہو؟ یا شراب خانہ
میں جاکر وہ کبھی شامل ہوا ہو؟ یا کسی اوباش اور
ناپاک صحبت میں شریک رہا ہو؟ وہ کہہ کیونکر سکتے
ہیں جبکہ اسکے اعتراف اسکی صلاح و تقویٰ کی نسبت
موجود ہیں۔ تو بس اس کا جرم یہی ہے جو یوسف کا تھا
کہ وہ باپ کی نظروں میں عزیز ہوگیا ہے۔ مگر وہ نادان
دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں کسی چالاکی اور
پالیسی سے عزیز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا اصل الاصول

ہی یوسف علیہ السلام کے اس قصہ میں خدا تعالیٰ نے
خود اسی صدیق یوسف کے موہنہ سے نکلوایا ہے۔
اور بطور قاعدہ کلیہ کے بتلا دیا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ
کی نظر میں عزیز ہو سکتا ہے؟ یوسف علیہ السلام
اللہ تعالیٰ کی اس نوازش اور احسان عظیم کی وجہ
بتلاتے ہیں کہ انہ من یتق و یصبر فان اللہ
لا یضیع اجر المحسنین۔ اللہ تعالیٰ متقی اور صابر
کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ متقی اور صابر کو آیت کے
آخر میں محسن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیاس چاہتا
تھا کہ یوں ہوتا فان اللہ لا یضیع اجر المتقین
والصابرین۔ مگر محسنین کے ارشاد سے واضح
کردیا کہ اتقاء اور صبر انسان کو احسان کے درجہ تک
پہونچا دیتا ہے یا یوں کہو کہ صفت احسان سے تقویٰ
اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ احسان کی تعریف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کہ عبادت کر یا تو
اللہ تعالیٰ کو دیکھے یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ
مجھے دیکھتا ہے پس کوئی شخص متقی اور صابر نہیں ہو سکتا
جب تک وہ احسان کی صفت حاصل نہ کرے۔ اس
اصول نے قیامت تک بشارت دیدی اور خوب ہی
دیا۔ میری روح میں اسوقت ایک خاص لذت اور
جوش ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک لفظ کے
وہ معارف بیان کروں جو اسکی ترکیب میں خدا تعالیٰ
کے فضل سے مجھے اسوقت نظر آتے ہیں مگر میں دیکھتا
ہوں کہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے
میں اپنے احباب سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔
بہر نمط صبر اور تقویٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو
ممتاز کیا ہے۔ قیامت تک یہ اصول مومنین کے لئے
ہوگیا ہے۔ میں اس خیال میں آج سوچتا رہا کہ صبر
کے کیا معنے ہیں بہت سی باتیں حل کرنے کے لئے
پیدا ہوئیں مگر میں نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور
غور کے بعد قرآن کریم کے حل لغات اور ادراک
حقائق کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام کی
طرز زندگی کو بہترین ذریعہ پایا ہے۔ مجھے اس اصول
سے مزا آیا ہے اور میں امام کے فعل کو اپنے لئے بے نظیر
اور خطا نہ کرنے والی ڈکشنری پاتا ہوں۔ میں نے
امام کی طرز زندگی ہی میں صبر کے معنے تلاش کئے تو معلوم
ہوا کہ صبر کے معنے عظیم الشان ہونے چاہییں اسلئے

کہ نبوت کے مقامات عالیہ میں تم باپ کی کلید صبر ہی لکھا
ہے۔ شہوات پر صبر کرنا مصیبتوں اور دکھوں پر صبر
کرنا چھوٹی بات ہے۔ خدا کے راستباز بندے صدیق
اور مامورین کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی کہ انکو شہوات
کی طرف کشاں کشاں لیجائے اور بزور انکو صبر کرنا پڑیگا
میرے نزدیک صبر کی حقیقت ہے اور رسالت کے اٹھانے
کے لئے ہر قسم کے فتن اور ابتلا و امتحان کو بطیب خاطر
سہنا اور اپنی عزت و زندگی کے لوازم بقا کی کوئی بھی پروا
نہ کرنا۔ کیا اس زمانہ میں امن اور چین کی زندگی بسر
نہیں ہو سکتی؟ بیشک ایسی ہی یقیناً ہو سکتی ہے کہ کسی
کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ دے کوئی نکتہ چینی اور انگشت رکھنے
کی جگہ نہ ہو کہنے والے کا قلم اسکے ماتحت ہو یعنی کبھی
نہیں اتنا کہ وہ رنج اور اسکے جذبات پر سبقت لیجاوے
بڑے بڑے لوگ اعلاء کلمۃ اللہ میں ہزار ہا پس و پیش
دیکھتے ہیں۔ اگر کسی انجمن برائے نام حمایت اسلام کا سلطان
کوئی رافضی پریذیڈنٹ ہے تو بڑی احتیاطیں کرتے
ہیں کہ مبادا کوئی کلمہ اسکے خلاف نہ نکل جائے۔ پس
ایسے کو فطرت مداہن جیفہ دنیا کو پسند کرنے والے
صابر کہلا سکتے متقی بن سکتے یوسف کی طرح محسود اخوان
ہو سکتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سجنوں کو کہہ سکتے ہیں
کہ انا برآؤ منکم الآیہ۔ اسی لئے تو وہ خدا سے
نصرت نہیں پاسکتے۔ یہ عظیم نصرت و تائید الٰہی
ہر اس کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ مداہنہ سے پاک اور
اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے اعلاء کلمہ میں پہلے ہی سے
یہ ٹھان لیتے ہیں کہ پاش پاش کیوں نہ ہوں! بال بچے
ذبح کئے جاویں تو بھی وہ اظہار حق سے رک نہیں سکتے۔
اس کا بال بال پکارتا ہے کہ

نی ایں مرا گیزد عزتہائے ایں دنیا
مرا ازہر کسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ درد و بلائے عالم ایمان و عافیت خواہد
غلامت من کہ میخواہم برائے یار ذلت را

وہ دنیا اور اسکی جھوٹی عزتوں کی جہاں پرواہ نہیں کرتا
وہاں اسے دنیا اور اسکی خود تراشیدہ ذلتوں کا بھی
خیال نہیں ہوتا بلکہ اس کا عمل خود بتلا دیتا ہے کہ وہ
ان اشعار مذکورہ کے کہنے میں بالکل راستباز ہے اور
موقعہ قبل ان تمنوا یہ اسی کا عمل ہے۔ یہ ایک
راز الٰہی ہے کہ وہ بیج جاوے اور اس ذلت سے

ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون ٥ یعنے جبکہ تیرے رب نے بتلادیا ملائکہ کو کہ میں الارض میں ایک خلیفہ ٹھہرانے والا (مقرر کرنے والا) ہوں تو انہوں نے یہ عرض کیا۔ (یہ عرض کرنا خلیفہ کی تائید پر تھا کیونکہ خلیفہ کا وجود باوجود تو اصلاح خلق کے لئے اور مفسدوں۔ مفتریوں۔ خونریزوں کی شرارتوں کے روکنے کے لئے ہی ہوتا ہے پس ملائکہ نے اسکے مطابق عرض کیا کہ کیا تو نے کسی قوم مفسد اور خونریز کو مجرم قرار دیا ہے تو ہم بھی اس خلیفۃ اللہ کے ناصر و معین بنجاویں کیونکہ ہم بھی تو تیری تحمید و تسبیح و تقدیس ہی چاہتے ہیں پس تیرے خلیفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو جائیں تو جناب باری نے فرمایا کہ اس خلیفہ کے بنانے میں اور اور حکمتیں بھی ہیں جنکی تمکو خبر تک نہیں۔

قال سے بزبان گفتن مراد نہیں قال سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان (جو ایک مضغہ گوشت ہے) سے ہی کہا جاوے۔ بلکہ کلام سے ہی جبتک اس کے بعد تکلیما بیان نہ ہو بزبان گفتن ضروری مراد نہیں ہوتی بلکہ قال کے معنے ہی بتلادیا۔

ربک میں نکتہ اس مقام پر اللہ تعالے نے واذ قال ربک فرمایا۔ ہو سکتا تھا کہ واذ قال اللّٰہ فرماتا۔ اصل یوں ہے کہ رب اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جسکے تقاضا سے تمام چیزوں کی بلاامتیاز ذی روح وغیر ذی روح عرش سے لیکر فرش تک تربیت اور تکمیل ہو رہی ہے۔ اور چونکہ تقدم طبعی بھی صفت ربوبیت کو حاصل ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اللّٰہ جو ایک ذاتی نام ہے اسکے بجائے رب کا لفظ استعمال فرمایا جو تکوین عالم کا مقتضی ہے۔

ملائکہ ملائکہ سے مراد اگر وہ مخلوق لی جاوے جو اپنی تحمید اور تقدیس کی وجہ سے۔ روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کرچکے ہوں اور سفلی اور ارضی باتوں سے ممتاز ہو کر علوی اور آسمانی سلسلہ میں شامل ہوں تو بظاہر کوئی مشکل نہیں رہتی اس صورت میں یہ مراد ہوگی کہ الارض کے پہلے عارف باللہ لوگوں کو اللہ تعالے نے بالہام الٰہی یہ مژدہ سنایا کہ تم میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ایک عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں نازل ہوتا ہے اسوقت علی العموم لوگوں کو قبل از وقت اس کے آثار و اظلال کا پتہ ملتا ہے۔ رویائے صحیحہ اور مختلف ذریعوں سے آنے والے خلیفۃ اللہ کی بشارتیں ملتی ہیں۔ جیسے آفتاب نکلنے سے پہلے ہی اسکے آثار معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہی سنت اور طریق روحانی دنیا میں جاری ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے سے پیشتر مختلف پیرایوں میں صلحاء اور اتقیاء پر جو **الارض** میں رہتے تھے اسکی بعثت کی بشارت دی۔ لیکن اگر ملائکہ سے وہ نفوس قدسی مراد ہیں جو ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے جنکو فرشتے کہا جاتا ہے تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ہم ملائکہ کے ثبوت پر مختصر سی بحث کریں۔

ثبوت ملائکہ ملائکہ کے ثبوت پر ہم اس وقت کوئی طویل بحث نہ کرینگے بلکہ مختصر طور پر اسکو بیان کریں گے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ نظام جسمانی میں ہم خدا تعالے کا ایک بندھا ہوا قانون دیکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی توسط اور توسل کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ کا ہر ایک فیض حاصل کرتے ہیں۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اس فیض کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اندر بھی قویٰ رکھتے ہیں لیکن وہ قویٰ بدون امداد توسط خارجی بیکار محض ہیں جیسے آنکھ اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے لیکن وہ نور اور روشنی کچھ کام نہیں دے سکتی جبتک کہ آفتاب کی روشنی اسکی ممد و معاون نہ ہو۔ اسی طرح کان کے اعصاب شنوائی کی ایک حس رکھتے ہیں لیکن ہوا کے بدون دوسری آوازیں ہم تک پہونچ نہیں سکتیں۔ پس جبکہ نظام اور حواس کی تکمیل کے لئے یہ قانون الٰہی ہے تو روحانی نظام میں تو بدرجہ اولیٰ یہ قانون کام کر رہا ہے پس نظام روحانی اور جسمانی بالائی میں علل متوسطہ کا نام ملائکہ رکھا جاتا ہے اور علل متوسطہ کے رکھنے سے اللہ تعالے کو انسان کے معلومات کا وسیع کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ تعالے کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں کسی شے کی حاجت نہیں۔

جاعل بنانے والا ہوں جیسے فرمایا جعل الظلمات والنور۔ جعل کے معنے ٹھہرانے اور مقرر کرنے کے بھی ہیں اور اعتقاد کرنے کے بھی آتے ہیں جیسے وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا۔ ترجمہ یہاں جعل کے معنے مقرر کرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

فی الارض یا الارض پر الف لام تخصیص کا ہے کیونکہ آگے چلکر اسی رکوع میں جہاں ہبوط آدم علیہ السلام کا ذکر ہے وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جس حصہ پر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے وہ کوئی اور ملک تھا اور جہاں انکو ہجرت کرکے جانا پڑا وہ کوئی اور سرزمین تھی۔ اور اسکی توضیح اور بھی ہو جائے گی جب اس جنت کی تحقیقات ہوگی جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے تھے۔

خلیفہ خلیفہ کہتے ہیں کسی قوم کے پیچھے آنے والا یا کسی قوم کو پیچھے چھوڑنے والا جیسے جعلنا کم خلائف فی الارض سے ثابت ہے۔

مامور من اللہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں اور سلطان اعظم بھی خلیفہ کہلاتا ہے جیسے لیستخلفنھم فی الارض سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ بین الحق والباطل فیصلہ کرے اور لوگوں کے تنازعات باہمی کو نپٹائے جیسے فرمایا یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق۔ یعنے اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما۔

اور مخلوقات کو بھی کبھی خلیفہ کہتے ہیں اس لئے بعض صحابہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں روحانی اور جسمانی نظام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور حکم تھے اس سے خلیفہ کہلائے۔ انکی نسل جاری ہوئی اور قائم رہی اس لئے بھی خلیفہ تھے۔ انسے پیشتر دنیا میں بعض شریر وحشی قومیں بن۔ جن۔ طم۔ رم وغیرہ آباد تھیں۔ چونکہ وہ انکے پیچھے بلحاظ زمانہ آنے والے تھے اس لئے انکو خلیفہ فرمایا۔ اس مقام پر امام کا لفظ نہیں فرمایا جسکی وجہ کچھ تو مذکورہ بالا امور پر نظر غور کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے اور کچھ خلیفہ اور امام میں جو فرق ہے اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جہاں امام کا لفظ آیا ہے (انشاء اللہ تعالے)

فی الارض خلیفہ سے کون مراد ہے اس پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک مخلوق انسانی مراد ہے جن میں سے آدم ایک ہوا اور بعض

کے نزدیک خلیفۃ اللہ فی الارض سے مراد ایک شخص واحد مراد ہے جو سیدوں کا مورث اعلیٰ ہے اور آدم (علیہ السلام) کے نام سے موسوم ہے۔

الغرض

اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ملک اور سرزمین میں آدم علیہ السلام کو دینی اور دنیوی امور میں حکم بنانے کی اطلاع الہام بشارت کے طور پر ملائکۃ اللہ کو یا اس سرزمین کے صلحا و اتقیا کو دی۔

اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضور! کیا اسکو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں کرے گا اور ہم تو جناب کی ذات کو جو جمیع صفات حسنہ کی جامع اور تمام بدیوں سے منزہ ہے پاک سمجھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے قصہ پر کسی نافہم نے بہت سے ناپاک اور گستاخانہ اعتراض کئے ہیں جن کا جواب تصدیق میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔

اس لئے ہم اُن اعتراضوں پر توجہ ہی نہ کریں گے بلکہ جسقدر ممکن ہے ان آیات کے ترجمہ کو ایسے طریق پر کرنے کی کوشش کریں گے کہ کوئی اعتراض وارد نہ ہو اور وہ قرآن شریف کے منشاء کے خلاف بھی نہ ہو۔

پہلی توجیہ اگر آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو اوپر بیان کئے تو بھی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ وہ صلحاء چونکہ ایک محدود علم رکھتے تھے اس لئے وہ اتجعل فیہا بول اٹھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انی اعلم ما لا تعلمون کہکر انکی غلطی ظاہر کی اور جہالت ظاہر کر کے اپنی وسعت علم ثابت کی جیسا کہ آگے آئیگا۔

دوسری توجیہ چونکہ خلیفۃ اللہ کی بعثت اُس وقت ہوتی ہے جب کہ دنیا میں فساد اور سفک الدم ہو رہے ہوتے ہیں جب دنیا میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں ہو چکی ہیں ایسے وقت میں جب انہوں نے بعثت آدم علیہ السلام کی خبر سنی تو انہوں نے کہا کہ کیا بنایا ہی کوئی مفسد اور خونریز ٹھہرایا گیا ہے یعنی کوئی مخبر الفلق قرار پایا ہے جنکی سرکوبی اور استیصال کے لئے کوئی ہو من اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم ہی اسکی امداد کے لئے تیار ہو جاویں۔ اسی طرح ایک طرز کلام شاہانہ دربار میں بھی خدا کے پیش کرتے وقت مومن شاہی کیا کرتے ہیں۔

سرسری نظر

حالات مقدمہ

جو مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں زیر دفعہ ۱۰۷ دائر ہے اور جس میں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی بطور فریق ثانی ہیں عام طور پر نہایت دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۰ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ مذکورۃ الصدر گورداسپور میں باجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب پیش ہوا۔ مرزا صاحب کی طرف سے مسٹر براؤن صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب لاہور سے اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے اور مولوی شیخ علی احمد صاحب وکیل پلیڈر بطور پیروکار پیش ہوئے محمد حسین کی طرف سے بھی دو وکیل پیش ہوئے۔ جنمیں ایک صاحب بہادر لاہور سے آئے تھے اور دوسرے صاحب گورداسپور ہی کے وکیل تھے۔ مقدمہ کی روئداد ہم کسی اگلے نمبر میں شایع کریں گے۔

۱۱ر جنوری کو جناب مرزا صاحب۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ انسپکٹر پولیس گورداسپور کے بیانات ہوئے اور مقدمہ ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا جو بمقام دھاریوال پیش ہوگا۔

جیسا ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے دینی ابھی قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس سے پیشتر ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کے وقت بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو اصلیت تک پہنچنے کے لئے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر کامل توجہ فرماویں کہ مرزا صاحب اور عام مولویوں کے درمیان باہمی مخاصمت کیا ہے؟

بہرحال ہم کو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر اس معاملہ پر پوری توجہ فرماویں گے۔ ہمکو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نہایت متانت اور غور سے کام کرتے ہیں۔

آسمانی نشان

ہمارے محترم مخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی نبیرہ خواجہ میر درد صاحب مرحوم نے لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی اور اسکے کل واقعات کو نہایت سلیس اور لطیف اردو میں نظم کیا ہے کل واقعات کا نقشہ ایسے لطیف طور پر کھینچا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں اور زبان ایسی صاف اور پاکیزہ ہے کہ اسکے متعلق مصنف کا دہلی نژاد ہونا ہی کافی شہادت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھایا جاوے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں اور اسرار پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف صاحب کو اس رسالہ کے چھپوانے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے احباب جسقدر جلدیں اس رسالہ کی خریدنا چاہیں اطلاع دیں تاکہ اسی اندازہ کے موافق طبع ہونا شروع ہو۔ قیمت فی کاپی ۴ر ہوگی۔ تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہییں۔

عبدالکریم سیالکوٹی حال وارد قادیان

مسیح موعود

اس نام کا ایک فارسی منظوم رسالہ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ جس میں بہت سے لطیف مضامین پر بحث کی گئی ہے اور نہایت ہی عمدہ اور نرالی طرز پر حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ جو صاحب جسقدر جلدیں خریدنا چاہیں اطلاع دیں۔ قیمت فی جلد ۲ر۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو شروع سال سے خانبہادر کا خطاب عطا ہوا۔ خواجہ صاحب امرتسر کے مسلمانوں میں ایک سربرآوردہ رئیس ہیں اور خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد انکا دم غنیمت ہے۔ خواجہ صاحب بڑے تجربہ کار اور گرم و سرد روزگار آزمودہ بزرگ ہیں۔ ہمکو بہت خوشی ہوگی اگر امرتسر میونسپلٹی میں خواجہ صاحب وائس پریزیڈنٹ قرار دئے جاویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے ان مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاصکر مولوی نذیر حسین دہلوی استاد شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے تقوے اور دیانتداری کی حقیقت اور ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا۔ اور اسکے گروہ کی اس قابل شرم کارروائی سے اس میری پیشگوئی کا پورا ہونا

جو

اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کیگئی تھی

یعنے یہ پیشگوئی کہ

جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ مالھم من اللہ من عاصم

یعنے

فریق ظالم کو اسی قسم کی ذلت پہنچیگی جو اسنے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبدالجبار غزنوی اور عبدالحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی۔ اور دیگر علماء ان کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جیسے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا۔ بوجہ انکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا۔ اور اسطرح پر اس کو ذلیل کرکے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی گئی تھی۔ اور نیز ان لوگوں نے اس عقیدہ کو بھی بیان کیا جو آخری زمانہ کے بارے میں ہے اور اپنے طریق سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہودیوں کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی انکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے **استفتاء** کو مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس **مہدی** کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا تو ان مولویوں نے پہلے اول ہی یہ خیال کرکے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہ عاجز ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہ تجویز کی کہ اب بھی اس فتوے کی رو سے اسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب نعوذ باللہ یہ گندی اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر ان کو پہلے خبر ہوتی کہ یہ **استفتاء** شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے لئے لکھا گیا ہے تو ہرگز یہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو معلوم کرکے کہ وہ شخص جسکی نسبت فتوے طلب کیا گیا تھا ان کا اعلیٰ درجہ کا حامی محمد حسین ہے۔ جسقدر ان کو ندامت ہوگی اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علمائے دین اور حامیان شیخ محمد حسین ہیں جنکی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور جنکی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار ملک پنجاب کے ہیں۔ اب خدا نے غیب کی خبر سے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ **شاھت الوجوہ**۔ سو پورا ہوگیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جنمیں وہ **گورنمنٹ** کے سامنے زمین پر لیٹنے کی طرح سے یہ بیان کرتا ہے کہ **جس مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہوگا۔ اُس مہدی کے بارے میں جسقدر حدیثیں آئی ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ یعنے میں ان کو نہیں مانتا۔ دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی** مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو ابھی محمد حسین نے **پوشیدہ** طور پر شائع کیا ہے **اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ جتلانا چاہا ہے کہ میں اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں۔** سو محمد حسین کا یہ وہ عقیدہ ہے جسکے لئے مولویوں سے فتوے طلب کیا گیا تھا۔ اور انہوں نے اس عقیدہ والے کو کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری قرار دیا۔ سو ہماری پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر چھپا یہ عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا۔ مگر خدا نے اسکا پردہ پھاڑ دیا۔ یہ شخص یعنے محمد حسین دوسرے مولویوں کو یہی کہتا رہا کہ میں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ میں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو **مختلف اور متناقض عقیدے** ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے لہٰذا انصاف یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اسنے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے یہی اسکا عقیدہ ہے سو اسکی رو سے **کفر کا فتوے اسپر لگ گیا**۔ کیونکہ جبکہ محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے۔ تو بلاشبہ اس کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئیگا۔ **تو اس صورت میں ان مولویوں کا یہ فتویٰ اسپر بلاشبہ وارد ہوگیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہے** لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی **احمد اللہ امرتسری** سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر دیا ہے* یہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہ شخص بہت ہی فریبی اور دھوکہ دہ آدمی ہے کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے اعتقاد انکار مہدی کو گورنمنٹ پر ظاہر کیا۔ اور اب بھی

---

* اس جگہ ہم رقعہ تحفظی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو بطور اطلاع درج کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں جناب مولوی احمد اللہ صاحب محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بجواب اس کے [illegible] کیا گیا تھا۔ وہ رقعہ یہ ہے [illegible] کے مطابق حدیثوں کو میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے برملا ظاہر کیا کہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں یعنے اب معتقد ہوگیا ہوں۔ مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہیں۔ جن کے بعد حضرت مسیح آئیں گے۔ (منہ)

تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دھوکہ دینے کے لئے مجھ سے شائع کی ہیں۔ اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجھتی ہے جو ایسے مہدی کے آنیکا اعتقاد رکھتے ہیں۔ یہ بلاشبہ اُنہوں نے بدذات فریب کی کارروائی کی ہے۔ اور یہ ان شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی۔ اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خائن اور نام کے مولوی جو دیانت اور امانداری اور پرہیزگاری سے خالی ہیں۔ ایسی مرفوع اور مجروح حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونیکا فتویٰ دیں جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتوے دیا تو یہ فتوے محض عداوت کی راہ سے ہے۔ لیکن محمد حسین نے جس چالاکی سے جس نفاق کر دیا تھا خدا تعالیٰ نے بھی چاہا کہ اسکی ذلت کے لئے اسکے آگے رکھا۔ تا الہام جزاء سیئة بمثلہا کامل طور پر پورا ہو جائے غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اسکے دوستوں نے ہی اسکا نام کافر اور دجال رکھا۔ بلکہ جس قدر تحقیر اور زیادتی کے ساتھ میری نسبت اُس نے فتوے دلائے تھے۔ اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اسکے ساتھ بھی اپنے فتووں میں تحقیر اور زیادتی کی۔ تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئة بمثلہا میں پائی جاتی تھی۔

پس ان مولویوں کے لئے جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود سے انکار کرنے والا کافر اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایک جلسہ کرکے اس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں۔ پھر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بھی خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعے سے پھیلائیگا۔ تو اُسکی دستخطی تحریر لیکر چھپوا دیں۔ اور یاد رکھیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا مگر جو یہ لوگ اسکو ذبح کر دیں۔ کیونکہ یہ اسکے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو پھر گورنمنٹ کو کیا منہ دکھلاوے؟ ابھی تو وہ لکھ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں تو پھر اب انکو صحیح کیونکر بتاوے۔ لہٰذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے۔ پس اگر یہ علماء جو اُسکو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی ٹھہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شائع کرانے کے اُس سے اختلاط رکھیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اسکو کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری نہ سمجھیں۔ اور اُسکی ملاقات سے پرہیز نہ کریں۔ تو پھر یہ خود دجال و مفتری ہیں۔ لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے۔ اور اُس وقت تک اسکی خالص حالت کو قابل اعتماد نہ سمجھے جب تک وہ اُن مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں۔ بکلی علیحدگی اختیار نہ کرے۔ گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے۔ کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکھتے ہیں۔ اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مکر کر کے یہ کہتا ہے کہ میں ایسے مہدی کے آنیکا قائل نہیں ہوں اور ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا۔ بالکل منافقانہ پیرایہ ہے۔ اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دھوکہ دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ دیکھیگی کہ یہ فتوے جو **منکر مہدی** کی نسبت مولویوں نے لکھا ہے یہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اُن کو کہدے گا کہ میں اسی خونی مہدی کے آنے کا قائل ہوں۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اعتقادی اختلاف کے ساتھ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اسکو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اُس کا نام رکھیں اور پھر اُن کا باہمی میل ملاقات جاری رہے۔ بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں وہ تو فتوے میں یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتھ کہ اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ وہ کافر ہے۔ غرض اب اگر اسکے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات اُن مولویوں کے ساتھ قائم رہے۔ اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔ تب تو اس بات کو مان لیا جائیگا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہ ظاہر کرنا کہ میں اس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہل حدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور سخت لڑائیاں کریگا درست اور صحیح ہے۔ لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات اُن فتوے دینے والوں سے موقوف نہ ہوا اور بدستور باہم شیر و شکر رہے تو پھر گورنمنٹ عالیہ کو یقینی اور قطعی طور پر سمجھنا چاہیئے کہ اُن کے باہمی تعلقات قائم ہیں۔ اور یہ سب اُس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے اُن مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہ اُن کے کشتیبان کہلاتے ہیں۔ اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کرکے کسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے۔ اب ذرا فتوے ہاتھ میں لیکر نذیر حسین کو پوچھیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب دجال مفتری کہیں۔ پھر عبد الجبار کے پاس جائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتوے کے مطابق محمد حسین کو کافر قرار دیں؟ اور پھر عبد الحق غزنوی کو بھی اسی جگہ بُلا لیں اور اُس سے پوچھیں کہ کیا تمہارے فتوے کی رو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں۔ اور پھر ذرا تکلیف اُٹھا کر اسی جگہ امرتسر میں مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس جائیں اور اُن سے دریافت کریں کہ کیا یہ سچ ہے کہ آپ کا فتویٰ عبد الحق کے فتوے کے مطابق ہے؟ کہ اب ہم آئندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں؟ اور کیا ہم آئندہ محمد حسین کی ملاقات چھوڑ دیں؟ اے مسلمانو! یقیناً سمجھو کہ یہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ تم اُن کو اسی موقعہ سے شناخت کر لو گے۔ کہ بعد اسکے جو انہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا۔ پھر کیا حقیقت میں اُس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا وہ صرف دکھلانے کے دانت تھے؟

اب میں وہ استفتاء جو ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکھے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں۔ تا کہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں۔ فقط

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(۵ر جنوری ۱۸۹۹ء)

(اسکے بعد وہ فتوے درج کیا ہے جسکو ہم پہلے نمبر میں درج اخبار کر چکے ہیں۔ ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

میری وہ پیشگوئی جو الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں فریق کاذب کے بارہ میں تھی یعنے اس الہام میں جس کی عربی عبارت یہ ہے کہ جزاء سیئۃ بمثلھا۔ وہ مولوی محمد حسین پر

پوری ہو گئی!!!

میری التماس ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس اشتہار کو توجہ سے دیکھے

مندرجہ عنوان کی تفصیل یہ ہے کہ ہم دو فریق ہیں ایک طرف تو میں ہوں اور میری جماعت۔ اور دوسری طرف مولوی محمد حسین اور اسکی جماعت کے لوگ یعنے محمد بخش جعفر زٹلی و ابو الحسن تبتی وغیرہ ....

محمد حسین نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے مجھے دجال اور کذاب اور ملحد اور کافر ٹھہرایا تھا اور اپنی جماعت کے تمام مولویوں کو اس میں شریک کر لیا تھا۔ اور اسی بنا پر وہ لوگ میری نسبت بدزبانی کرتے تھے۔ اور گندی گالیاں دیتے تھے۔ آخر میں نے تنگ آکر اسی وجہ کو مباہلہ کا اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا جس کی الہامی عبارت جزاء سیئۃ بمثلھا میں یہ ایک پیشگوئی تھی کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق ظلم اور زیادتی کرنے والا ہے۔ اُسکو اسی قسم کی ذلت پہنچے گی جس قسم کی ذلت فریق مظلوم کی کیگئی۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہو گئی کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے مجھو یہ ذلت پہنچائی تھی۔ کہ مجھو مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کا مخالف ٹھہرا کر ملحد اور کافر اور دجال قرار دیا اور مسلمانوں کو بھی اسی قسم کی تحریروں سے میری نسبت بہت اکسایا کہ اسکو مسلمان اور اہل سنت مت سمجھو کیونکہ اسکے عقاید ہمارے مسلم عقاید سے مخالف ہیں۔ اور اب اسی شخص کے رسالہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے پڑھنے سے ہر ایک شخص جس کو محمد حسین نے اسی غرض سے انگریزی میں شائع کیا ہے کہ تا گورنمنٹ سے زمین لینے کیلئے اسکو ایک ذریعہ بناوے۔ مسلمانوں اور مولویوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ شخص خود اُن کے اجماعی عقیدہ کا مخالف ہے۔ کیونکہ وہ اس رسالہ میں مہدی موعود کے آنے سے قطعی منکر ہے جسکی تمام مسلمانوں کو انتظار ہے جو اُن کے خیال کے موافق حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے پیدا ہو گا۔ اور مسلمانوں کا خلیفہ ہو گا۔ اور نیز اُن کے مذہب کا پیشوا اور دوسرے فرقوں کے مقابل پر مذہبی لڑائیاں کرے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کی مدد اور تائید کے لئے آسمان سے اُتریں گے۔ اور اُن دونوں کا ایک ہی مقصد ہو گا اور وہ یہ کہ تلوار سے دین کو پھیلاویں گے۔ اور اب مولوی محمد حسین نے ایسے مہدی کے آنے سے صاف انکار کر دیا ہے اور اس انکار سے نہ صرف وہ مہدی کے وجود کا منکر ہوا بلکہ ایسے مسیح سے بھی انکار کرنا پڑا جو اُس مہدی کی تائید کے لئے آسمان سے اُتریگا۔ اور دونوں باہم ملکر مخالفین اسلام سے لڑائیاں کرینگے۔ اور یہ وہی عقیدہ ہے جس کی وجہ سے محمد حسین نے مجھو دجال اور ملحد ٹھہرایا تھا۔ اور اب تک سب مسلمانوں کو یہی دھوکہ دے رکھا تھا کہ وہ اس عقیدہ میں اُن سے اتفاق رکھتا ہے۔ اور اب یہ **پردہ کھل گیا** کہ وہ درحقیقت میرے عقیدہ سے اتفاق رکھتا ہے۔ یعنے ایسے مہدی اور ایسے مسیح کے وجود سے انکاری ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی نظر میں اور اُن کے تمام علماء کی نظر میں وہ ملحد اور دجال ہو گیا۔ سو آج جزاء سیئۃ بمثلھا کی پیشگوئی اُس پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ اسکے یہی معنے ہیں کہ فریق ظالم کو اُسی بدی کی مانند سزا ہو گی جو اُس نے اپنے فعل سے فریق مظلوم کو پہنچائی۔

رہی یہ بات کہ اُس نے مجھو گورنمنٹ انگریزی کا باغی قرار دیا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب گورنمنٹ پر بھی یہ بات کھل جائیگی کہ ہم دونوں میں سے کس کی باغیانہ کارروائیاں ہیں۔ ابھی سلطان روم کے ذکر میں اُس نے میرے پر حملہ کر کے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۸ میں ایک خطرناک اور باغیانہ مضمون لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ "سلطان روم کو خلیفہ برحق سمجھنا چاہئے اور اُس کو دینی پیشوا مان لینا چاہئے۔ اور اس مضمون میں میرے کافر ٹھہرانے کیلئے یہ ایک وجہ پیش کرتا ہے کہ یہ شخص سلطان روم کے خلیفہ ہونے کا قایل نہیں ہے" سو اگرچہ یہ درست ہے کہ میں سلطان روم کو اسلامی شرائط کے طریق سے خلیفہ نہیں مانتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے۔ اور ایسے خلیفہ کا قریش میں سے ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ میرا قول اسلامی عقیدے کے مخالف نہیں۔ بلکہ حدیث **الائمۃ من قریش** سے سراسر مطابق ہے۔ مگر افسوس کہ محمد حسین نے باغیانہ طرز کا بیان کر کے پھر اسلام کی تعلیم کو بھی چھوڑا۔ حالانکہ پہلے خود بھی یہی کہا تھا کہ سلطان خلیفۃ المسلمین نہیں ہے۔ اور نہ ہمارا دینی پیشوا ہے۔ اور اب میری عداوت سے مجھو سلطان روم اس کا خلیفہ اور دینی پیشوا بن گیا۔ اور اس خوشامد میں اُسنے انگریزی سلطنت کا بھی کچھ پاس نہیں کیا۔ اور جو کچھ دل میں پوشیدہ تھا وہ ظاہر کر دیا۔ اور سلطان روم کی خلافت کے منکر کو کافر ٹھہرایا۔ اور جبکہ محمد حسین اسکو اسلئے چڑا ہوا کہ میں نے انگریزی سلطنت کی تعریف کی اور یہ کہا کہ یہ گورنمنٹ نہ محض مسلمانوں کی دنیا کے محسن بلکہ اُن کے دین کے لئے بھی حامی ہے۔ اب وہ بغاوت پھیلانے کے لئے اس بات سے انکار کرتا ہے۔ کہ کوئی دینی حمایت انگریزوں کے ذریعے سے ہم کو پہنچی ہے۔ اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ دین کا حامی فقط سلطان روم ہے۔ مگر یہ سراسر خیانت ہے۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے دین کی محافظ نہیں تو پھر کیونکر شریروں کے حملوں سے ہم محفوظ ہیں۔ کیا یہ امر کسی پر پوشیدہ ہے کہ سکھوں کے وقت میں ہمارے دینی امور کی کیا حالت تھی اور کیسے ایک بانگ نماز کے سننے سے ہی مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے۔ کسی مسلمان مولوی کی مجال نہتی کہ ایک ہندو کو مسلمان کر سکے۔ اب محمد حسین ہمیں جواب دے کہ اُس وقت سلطان روم کہاں تھا؟ اور اُسنے ہماری اس مصیبت کے وقت ہماری کیا مدد کی تھی؟ پھر وہ ہمارا دینی پیشوا اور خدا کا سچا خلیفہ کیونکر ہوا۔ آخر انگریز ہی تھے جنہوں نے ہم پر یہ احسان کیا کہ پنجاب میں آتے ہی یہ سارے روک اُٹھا دیئے۔ ہماری مسجدیں آباد ہو گئیں۔ ہمارے مدرسے کھل گئے۔ اور عام طور پر ہمارے وعظ ہونے لگے اور ہزارہا غیر قوموں کے لوگ مسلمان ہوئے۔